ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 467

Program: B.A

Semester: Autumn 2026

ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY, ISLAMABAD

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس :درجہ بندی وکیٹلاگ سازی)467 (• سطح: بی۔اے

سمسٹر :خزاں 2026(Autumn2026)

امتحانی مشق نمبر 1(یونٹ: 1تا5)

کل نمبر :00 ۔۔۔ کے نمبر :40

ASSIGNMENT GUIDE SOLVED

حل شدہ امتحانی مشق گائیڈ ۔۔برائے مطالعہ و حوالہ

نوٹ : یہ گائیڈ صرف مطالعے اور حوالے کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ سے گزارش ہے کہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹ اچھی طرح پڑھیں، مواد کو سمجھیں اور پھر جواب اپنی زبان اور اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔ کسی بھی گائیڈ کو حرف بہ حرف نقل کرنا تعلیمی بددیانتی کے زمرے میں آسکتا ہے اور یونیورسٹی کی پالیسی کے مطابق کارروائی کا سبب بن سکتا ہے۔

سوال نمبر1: (الف) مختصر جوابات۔۔۔ب (خالی جگہ پر کریں)10 +10 نمبر)

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں: 1۔ علم کی درجہ بندی کا کیا مقصد ہے؟2۔عالمی اعشاریائی درجہ بندی کی بنیاد کس درجہ بندی پر رکھی گئی ہے؟3۔ایل سی کا نظام علامات کیا ہے؟4۔ڈی ڈی سی کے کتنے ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں؟5۔ڈی ڈی سی اسکیم میں کس ملک کے موضوعات کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے؟)ب (مندرجہ ذیل خالی جگہ پر کریں :1۔سائنسی وفنی کتب خانوں کی درجہ بندی کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زیادہ مناسب اسکیم ہے۔2 ۔لائبریری آف کانگریس درجہ بندی اسکیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔درجہ بندی کہلاتی ہے۔3۔لائبریری آف کانگریس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا قومی کتب خانہ ہے۔4۔توسیعی درجہ بندی اسکیم کی ب نیاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر رکھی گئی ہے۔5۔درجہ بندی کے عمل میں بنیادی چیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

تعارف

درجہ بندی کتب خانہ سائنس کی بنیادی تکنیکی کارروائیوں میں سے ایک ہے۔ اس سوال کے دو حصے ہیں :پہلے حصے میں درجہ بندی کے مقصد، عالمی اعشاریائی درجہ بندی)UDC (کی بنیاد، لائبریری آف کانگریس)LC (کے نظام علامات، ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی)DDC (کے ایڈیشنوں کی تعداد اور ڈی ڈی سی میں کسی خاص ملک کے موضوعات کو دی گئی اہمیت جیسے بنیادی حقائق پوچھے گئے ہیں، جبکہ دوسرے حصے میں خالی جگہوں کی صورت میں انہی تصورات کو مزید واضح کیا گیا ہے۔ یہ سوالات بظاہر مختصر ہیں لیکن ان کا تعلق کورس کے پہلے پانچ یونٹوں کی اساس

سے ہے۔ جو طالب علم ان حقائق کو اچھی طرح سمجھ لے، اس کے لیے آگے آنے والے تفصیلی سوالات کہیں آسان ہو جاتے ہیں، کیونکہ ہر بڑی اسکیم کی خوبیاں، خامیاں اور دائرہ کار انہی بنیادی نکات سے واضح ہوتا ہے۔ ذیل میں ہر جزو کا مختصر مگر جامع جواب پیش کیا جاتا ہے، ساتھ ہی ہر جواب کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے تاکہ محض رٹا لگانے کے بجائے فہم پیدا ہو اور طالب علم امتحان میں اسی طرز کے دوسرے سوالات کا جواب بھی خود دے سکے۔

(الف) 1۔ علم کی درجہ بندی کا مقصد

علم کی درجہ بندی کا بنیادی مقصد علم کے وسیع اور بکھرے ہوئے ذخیرے کو ایک منطقی، منظم اور مفید ترتیب میں لانا ہے تاکہ ہر موضوع اپنی صحیح جگہ پر موجود ہو اور ضرورت کے وقت آسانی سے تلاش کیا جا سکے۔ جب کتب خانے میں ہزاروں کتابیں ہوں تو اگر وہ بغیر کسی ترتیب کے رکھی جائیں تو مطلوبہ کتاب کا ملنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ درجہ بندی کے ذریعے ایک جیسے موضوعات کی کتابیں ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں، ملتے جلتے موضوعات قریب قریب آ جاتے ہیں اور ہر کتاب کو ایک مخصوص درجہ نمبر ملتا ہے جو اس کی شناخت اور مقام دونوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اس طرح درجہ بندی علم کے نقشے کی حیثیت رکھتی ہے: یہ بتاتی ہے کہ علم کی بڑی شاخیں کون سی ہیں، ان کی ذیلی شاخیں کیا ہیں اور ہر موضوع کا دوسرے موضوع سے کیا تعلق ہے۔ کتب خانے کے تناظر میں اس کا عملی مقصد قاری اور کتاب کے درمیان تیز ترین اور درست ترین رابطہ قائم کرنا ہے، یعنی صحیح کتاب صحیح قاری کو کم سے کم وقت میں مل جائے، جیسا کہ رنگاناتھن کے پانچ قوانین کا تقاضا ہے۔

(الف) 2۔ عالمی اعشاریائی درجہ بندی کی بنیاد

عالمی اعشاریائی درجہ بندی یعنی یونیورسل ڈیسیمل کلاسیفکیشن (UDC) کی بنیاد میلول ڈیوی کی اعشاریائی درجہ بندی (DDC) پر رکھی گئی ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں بیلجیم کے دو ماہرین پال اوٹلے (Paul Otlet) اور ہنری لا فونٹین (Henri La Fontaine) نے عالمی کتابیات (Universal Bibliography) مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا تو انہیں ایک ایسی اسکیم درکار تھی جو کتابوں کے ساتھ ساتھ مضامین، رپورٹوں اور دستاویزات کی باریک سے باریک درجہ بندی بھی کر سکے۔ انہوں نے ڈیوی سے اجازت لے کر اس کی اسکیم کو بنیاد بنایا، اس کے دس بڑے طبقات کو برقرار رکھا، لیکن اس میں معاون علامات، خصوصی جداول اور ترکیب سازی (synthesis) کی سہولتیں شامل کر کے اسے کہیں زیادہ لچک دار اور تجزیاتی بنا دیا۔ اسی لیے یو ڈی سی کو ڈی ڈی سی کی توسیعی اور بہتر صورت سمجھا جاتا ہے، اور یہ خصوصاً سائنسی، فنی اور تحقیقی اداروں میں استعمال ہوتی ہے جہاں موضوعات کی گہرائی میں درجہ بندی ناگزیر ہوتی ہے۔

(الف) 3۔ایل سی کا نظام علامات

لائبریری آف کانگریس)LC (درجہ بندی کا نظام علامات مخلوط)Mixed Notation (ہے، یعنی اس میں حروف اور اعداد دونوں کا امتزاج استعمال ہوتا ہے۔اس اسکیم میں علم کے بڑے طبقات کو انگریزی حروفِ تہجی سے ظاہر کیا گیا ہے، مثلاً A عمومی کتب، B فلسفہ و مذہب، H سماجی علوم، Q سائنس اور T ٹیکنالوجی کے لیے مخصوص ہیں۔ان بڑے طبقات کو مزید ذیلی طبقات میں دوسرے حرف کے ذریعے تقسیم کیا جاتا ہے، اور اس سے بعد موضوع کی باریک تقسیم کے لیے اعداد استعمال ہوتے ہیں جن میں اعشاریائی توسیع کی گنجائش بھی موجود ہے۔ مخلوط علامات کا فائدہ یہ ہے کہ حروف کی وجہ سے اسکیم کی بنیاد وسیع ہو جاتی ہے اور نئے موضوعات کو شامل کرنے کی گنجائش)hospitality (کہیں بڑھ جاتی ہے، کیونکہ اکیس بڑے طبقات اور ان کے ذیلی حروف سے بے شمار ترکیبیں بن سکتی ہیں۔اسی وجہ سے ایل سی اسکیم بڑی تحقیقی اور جامعہ کتب خانوں کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے جہاں ذخیرہ لاکھوں جلدوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(الف) 4۔ڈی ڈی سی کے ایڈیشن

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کا پہلا ایڈیشن 1876ء میں میلول ڈیوی نے شائع کیا تھا جو محض 44 صفحات پر مشتمل ایک پمفلٹ تھا۔اس کے بعد اس اسکیم کی مقبولیت کے ساتھ ساتھ اس کے ایڈیشن تسلسل سے شائع ہوتے رہے اور ہر نئے ایڈیشن میں نئے موضوعات، نظر ثانی شدہ جداول اور بہتر اشاریہ شامل کیا جاتا رہا۔ مطبوعہ صورت میں اس کے کل 23 ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں؛ سترہواں ایڈیشن 2011ء میں چار جلدوں میں شائع ہوا۔اس کے بعد ڈی ڈی سی کی اشاعت اور تجدید کا سلسلہ ویب ڈیوی)WebDewey (کی صورت میں آن لائن جاری ہے جس میں مسلسل ترامیم اور اضافے ہوتے رہتے ہیں۔ایڈیشنوں کی یہ بڑی تعداد خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ استعمال ہونے والی درجہ بندی اسکیم ہے، اور اس کی مسلسل تجدید اسے جدید علم کے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھتی ہے۔پاکستان سمیت دنیا بھر کے بیشتر عوامی اور تعلیمی کتب خانے اسی اسکیم کو اختیار کیے ہوئے ہیں، اس لیے اس کے ایڈیشنوں کی تاریخ جاننا ہر کتب خانہ پیشہ ور کے لیے ضروری ہے۔

(الف) 5۔ڈی ڈی سی میں زیادہ اہمیت پانے والا ملک

ڈی ڈی سی اسکیم میں سب سے زیادہ اہمیت امریکہ کے موضوعات کو دی گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ میلول ڈیوی امریکی تھا اور اس نے یہ اسکیم انیسویں صدی کے امریکی کتب خانوں کی ضروریات کو سامنے رکھ کر بنائی تھی۔اس کا اثر اسکیم کی ساخت میں واضح نظر آتا ہے :تاریخ کے طبقے 900 میں امریکی تاریخ کو تفصیلی اور نمایاں مقام حاصل ہے، جغرافیہ اور تاریخ کی تقسیم میں امریکہ کو الگ اور وسیع جگہ دی گئی ہے، مذہب کے طبقے 200 میں مسیحیت کو سب سے زیادہ تفصیل ملی ہے جبکہ اسلام سمیت دیگر مذاہب کو نسبتاً کم جگہ دی گئی، اور ادب کے طبقے 800

میں بھی انگریزی و امریکی ادب کو اولیت حاصل ہے۔ اسی یک طرفہ رجحان کو مد نظر رکھ کر بعد کے ایڈیشنوں میں کچھ توازن لانے کی کوشش کی گئی اور دیگر ممالک کے کتب خانوں نے اپنے مقامی موضوعات کے لیے مقامی توسیعات اور ترمیمات اختیار کیں، جیسا کہ پاکستان میں اردو اور اسلامی موضوعات کے لیے کی گئی کوششیں اس کی مثال ہیں۔

(ب) خالی جگہوں کے جوابات

نمبر	جملہ (مکمل شدہ)	درست لفظ / عبارت
1	سائنسی و فنی کتب خانوں کی درجہ بندی کے لیے ------ زیادہ مناسب اسکیم ہے۔	عالمی اعشاریائی درجہ بندی (UDC)
2	لائبریری آف کانگریس درجہ بندی اسکیم ------ درجہ بندی کہلاتی ہے	شماری / گنتی پر مبنی (Enumerative)
3	لائبریری آف کانگریس ------ کا قومی کتب خانہ ہے۔	امریکہ
4	توسیعی درجہ بندی اسکیم کی بنیاد ------ پر رکھی گئی ہے۔	ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی کی توسیع / کٹر کے وضع کردہ اصولوں
5	درجہ بندی کے عمل میں بنیادی چیز ------ ہے۔	کتاب کا موضوع) موضوع کا تجزیہ (

ان جوابات کی مختصر وضاحت یہ ہے: پہلی خالی جگہ میں یوڈی سی اس لیے درست ہے کہ یہ اسکیم تجزیاتی ترکیب سازی اور معاون علامات کی بدولت سائنسی و فنی مواد کی باریک درجہ بندی کر سکتی ہے، اسی لیے تحقیقی اور خصوصی کتب خانے اسے ترجیح دیتے ہیں۔ دوسری جگہ لائبریری آف کانگریس اسکیم کو شماری (Enumerative) کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں تقریباً تمام موضوعات اور ان کی ترکیبیں پہلے سے درج کر دی گئی ہیں اور درجہ بندی کرنے والے کو زیادہ تر تیار نمبر ہی منتخب کرنا پڑتا ہے۔ تیسری جگہ امریکہ اس لیے ہے کہ لائبریری آف کانگریس واشنگٹن میں واقع ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا قومی کتب خانہ ہے۔ چوتھی جگہ کے بارے میں یاد رہے کہ چارلس ایمی کٹر نے اپنی توسیعی درجہ بندی (Expansive Classification) ڈیوی کے اعشاری تصور کو سامنے رکھ کر اس کی خامیوں کو دور کرتے ہوئے مرتب کی تھی۔ پانچویں جگہ موضوع اس لیے بنیادی چیز ہے کہ پوری درجہ بندی کا عمل کتاب کے موضوع کی شناخت اور تجزیے سے شروع ہوتا ہے؛ اگر موضوع درست نہ سمجھا جائے تو درست نمبر کبھی نہیں بن سکتا۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دس مختصر سوالات درجہ بندی کے پورے مضمون کا نچوڑ پیش کرتے ہیں: درجہ بندی کا مقصد علم کو مفید ترتیب دینا ہے؛ یو ڈی سی کی بنیاد ڈی ڈی سی پر ہے؛ ایل سی کا نظام علامات مخلوط ہے اور اس کی اسکیم شماری نوعیت کی ہے؛ ڈی ڈی سی کے 23 مطبوعہ ایڈیشن آ چکے ہیں اور اس میں امریکی موضوعات کو تاریخی وجوہات کی بنا پر زیادہ اہمیت ملی ہے؛ اور درجہ بندی کے ہر عملی قدم کی بنیاد کتاب کے موضوع کا درست تجزیہ ہے۔ ان تمام کو سمجھ کر یاد کرنے سے طالب علم نہ صرف اس سوال کے پورے نمبر حاصل کر سکتا ہے بلکہ آئندہ سوالات کی بنیاد بھی مضبوط ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر 2: درجہ بندی کے بنیادی اصول اور سیئرز کا بیان (15 نمبر)

درجہ بندی کے بنیادی اصول کیا ہیں؟ نیز بروک سینئرز نے انہیں کس طرح بیان کیا ہے؟ تحریر کریں۔

تعارف

ہر منظم علم کی طرح درجہ بندی کی بھی کچھ بنیادیں اور اصول ہیں جن پر اس کی پوری عمارت کھڑی ہے۔ جب تک یہ اصول واضح نہ ہوں، درجہ بندی محض کتابوں کو الماریوں میں رکھنے کا ایک میکانیکی عمل بن کر رہ جاتی ہے اور مختلف کتب خانوں میں ایک ہی کتاب کو مختلف جگہوں پر رکھے جانے کا انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ ان اصولوں کا مقصد یہ ہے کہ درجہ بندی کرنے والا ہر فیصلہ کسی ذاتی پسند کے بجائے ایک مستقل، منطقی اور قابلِ دفاع بنیاد پر کرے۔ قدیم فلسفیوں سے لے کر جدید کتب خانہ سائنس کے ماہرین تک، ہر دور میں ان اصولوں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مشہور ماہر ڈبلیو۔ سی۔ بی۔ سیئرز (Sayers. B. C. W) نے ان اصولوں کو باقاعدہ قوانین (Canon s) کی صورت میں مرتب کیا جو آج بھی درجہ بندی کی تعلیم کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ اس جواب میں پہلے درجہ بندی کے عمومی بنیادی اصول بیان کیے جائیں گے اور پھر سیئرز کے بیان کردہ قوانین کی تفصیل پیش کی جائے گی، تاکہ طالب علم کو یہ سمجھ آئے کہ عملی درجہ بندی میں ہر قدم انہی اصولوں کی روشنی میں اٹھایا جاتا ہے۔

درجہ بندی کے بنیادی اصول

درجہ بندی کا پہلا اصول مفید ترتیب (Useful Order) کا ہے، یعنی موضوعات کی ترتیب وہی ہونی چاہیے جو قاری کے لیے سب سے زیادہ مفید اور فطری ہو، نہ کہ وہ جو درجہ بندی کرنے والے کو آسان لگے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ درجہ بندی موضوع کے مطابق ہو: کتاب کو اس کے موضوع کی بنیاد پر رکھا جائے، اس کی جسمانی شکل، سائز یا زبان کی بنیاد پر نہیں، کیونکہ قاری

ہمیشہ موضوع تلاش کرتا ہے۔ تیسرا اصول خصوصیت سے عمومیت کی طرف بڑھنا ہے، یعنی پہلے بڑے طبقات بنیں، پھر ان کی بتدریج ذیلی تقسیم ہو؛ اسے درجے سے درجے کی طرف general to specific) حرکت کہتے ہیں۔ چوتھا اصول مستقل مزاجی (Consistency) ہے: یکساں موضوع کی کتابیں ہمیشہ ایک ہی نمبر کے تحت آئیں، خواہ درجہ بندی کرنے والا کوئی بھی ہو۔ پانچواں اصول یہ ہے کہ ترتیب منطقی ہو، یعنی متعلقہ موضوعات قریب قریب رہیں تاکہ قاری ایک موضوع کی تلاش میں اس سے ملتے جلتے موضوعات سے بھی واقف ہو سکے۔ چھٹا اصول جدیدیت یا کرنسی (Currency) کا ہے، یعنی ایسے نئے ابھرنے والے موضوعات کو اپنے اندر سمو سکے، اور ساتواں اصول سادگی اور یادداشت (csMnemoni) کا ہے کہ علامات ایسی ہوں جو سمجھنے اور یاد رکھنے میں آسان ہوں۔

سیئرز کے قوانینِ درجہ بندی

سیئرز نے درجہ بندی کے اصولوں کو قوانین کی شکل دے کر انہیں سائنسی مرتبہ عطا کیا۔ ان کے قوانین کو عموماً دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان کا پہلا قانون تمیز (ferentiaDif) کا ہے: ہر طبقے کی تعریف اس خصوصیت کی بنیاد پر ہونی چاہیے جو اسے دوسرے طبقات سے ممتاز کرے، اور ایک مرحلے پر ایک ہی خصوصیت تقسیم استعمال ہونی چاہیے، ورنہ طبقات آپس میں مل جائیں گے۔ دوسرا قانون مطابقت (Relevance) کا ہے: تقسیم کی خصوصیت اس مقصد سے متعلق ہونی چاہیے جس کے لیے درجہ بندی کی جا رہی ہے۔ تیسرا قانون قابلِ اثبات ہونے (Ascertainability) کا ہے: منتخب خصوصیت واضح اور یقینی طور پر پہچانی جا سکے، مبہم خصوصیات پر تقسیم نہیں ہونی چاہیے۔ چوتھا قانون دوام (Permanence) کا ہے: خصوصیت مستقل نوعیت کی ہو، بدلتی رہنے والی صفات پر طبقے نہیں بننے چاہئیں۔ پانچواں قانون باہمی اخراج (Mutual Exclusion) کا ہے: ایک ہی سلسلے کے طبقات ایک دوسرے سے الگ اور جدا ہونے چاہئیں تاکہ ایک چیز دو جگہ نہ آئے۔ چھٹا قانون متعلقہ تسلسل (Relevant Sequence) کا ہے کہ طبقات کی ترتیب مقصد کے لحاظ سے مفید ہو، اور ساتواں قانون مستقل اصطلاحات (Consistent Terminology) کا ہے کہ ہر اصطلاح ہمیشہ ایک ہی مفہوم میں استعمال ہو۔

سیئرز کے بیان کی اہمیت

سیئرز کے ان قوانین کی اہمیت اس لیے ہے کہ انہوں نے درجہ بندی کو فن سے بڑھا کر علم بنا دیا۔ ان سے پہلے ہر کتب خانہ اپنی مرضی کی ترتیب اختیار کرتا تھا جس سے نہ تجربات کا تبادلہ ممکن تھا اور نہ ہی درجہ بندی کرنے والوں کی تربیت کا کوئی معیار مقرر ہو سکتا تھا۔ سیئرز کے قوانین نے یہ معیار فراہم کیا: اب کسی بھی نئی اسکیم کو انہی کسوٹیوں پر پرکھا جا سکتا ہے، اور عملی درجہ بندی میں جب کہیں دو نمبروں کے درمیان فیصلہ مشکل ہو تو انہی قوانین، خصوصاً مفید ترتیب اور مطابقت کے اصول، رہنمائی کرتے ہیں۔ رنگاناتھن نے بعد میں انہی بنیادوں پر اپنے قوانین کو مزید

وسعت دی اور کولن درجہ بندی مرتب کی۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی کتب خانہ سائنس کے نصاب میں سیئرز کا نام درجہ بندی کے اصولوں کے بانی کے طور پر لیا جاتا ہے، اور ان کے بیان کردہ قوانین ڈی ڈی سی اور ایل سی جیسی عملی اسکیموں کی ساخت میں جابجا جھلکتے نظر آتے ہیں۔

عملی درجہ بندی میں اصولوں کا اطلاق

عملی زندگی میں ان اصولوں کا اطلاق ہر روز ہوتا ہے۔ جب درجہ بند کسی کتاب کا موضوع متعین کرتا ہے تو وہ تمیز اور قابلِ اثبات ہونے کے قانون پر عمل کرتا ہے؛ جب وہ اسکیم کے اشاریے سے نمبر تلاش کرتا ہے تو مستقل مزاجی کا اصول اسے رہنمائی دیتا ہے کہ اس سے پہلے اسی موضوع کو جو نمبر دیا گیا تھا وہی برقرار رہے؛ جب کوئی نیا موضوع سامنے آتا ہے تو دوام اور گنجائش کے اصول فیصلہ کرنے میں مدد دیتے ہیں کہ اسے موجودہ طبقے میں سمایا جائے یا نیا ذیلی طبقہ بنایا جائے۔ اسی طرح الماریوں پر کتابوں کی ترتیب میں متعلقہ تسلسل کا اصول کام کرتا ہے جس سے براؤزنگ کرنے والا قاری اپنے موضوع کے گرد پوری مفید کتب ایک نظر میں دیکھ لیتا ہے۔ اگر یہ اصول نہ ہوں تو درجہ بندی کرنے والا اپنی سمجھ کے مطابق فیصلے کرے گا اور چند سالوں میں کتب خانے کا پورا نظام انتشار کا شکار ہو جائے گا، کتابیں غلط جگہوں پر جائیں گی اور قاری کا اعتماد ختم ہو جائے گا۔

نقد و جائزہ

البتہ ان اصولوں پر یہ تنقید بھی کی جاتی ہے کہ یہ زیادہ تر نظری اور کتابی نوعیت کے ہیں اور عملی اسکیمیں اکثر ان کی مکمل پابندی نہیں کر سکتیں۔ مثال کے طور پر ڈی ڈی سی میں بعض جگہ ایک ہی مرحلے پر ایک سے زیادہ خصوصیات سے تقسیم ملتی ہے، اور مفید ترتیب کا تقاضا بعض اوقات منطقی ترتیب سے ٹکراتا ہے۔ اسی لیے جدید نقطۂ نظر یہ ہے کہ اصولوں کو پتھر کی لکیر سمجھنے کے بجائے رہنما خطوط کے طور پر لیا جائے: جہاں اصول اور قاری کی سہولت میں ٹکراؤ ہو وہاں قاری کی سہولت کو ترجیح دی جائے، کیونکہ درجہ بندی کا اصل مقصد بہرحال خدمتِ قاری ہے۔ سیئرز خود بھی مفید ترتیب کو سب اصولوں پر فوقیت دیتے تھے۔ اس توازن کو سمجھنا ہی ایک اچھے درجہ بند کرنے والے کی پہچان ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ درجہ بندی کے بنیادی اصول — مفید ترتیب، موضوع کے مطابق تقسیم، عمومیت سے خصوصیت کی طرف حرکت، مستقل مزاجی، منطقی قربت، جدید موضوعات کی گنجائش اور سادہ علامات — اس علم کی روح ہیں۔ سیئرز نے انہیں تمیز، مطابقت، قابلِ اثبات ہونے، دوام، باہمی اخراج، متعلقہ تسلسل اور مستقل اصطلاحات جیسے قوانین کی صورت میں مرتب کر کے

درجہ بندی کو سائنسی بنیاد فراہم کی۔ آج کی ہر کامیاب اسکیم، خواہ وہ ڈی ڈی سی ہو یا ایل سی، انہی اصولوں کی کسی نہ کسی صورت میں پابند ہے، اور عملی درجہ بندی کرنے والا بھی روزمرہ فیصلوں میں دانستہ یا نادانستہ انہی کا اطلاق کرتا ہے۔

سوال نمبر 4: ڈیوی اعشاریائی درجہ بن دی پر تفصیلی نوٹ (15 نمبر)

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

تعارف

ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی (DDC—Dewey Decimal Classification) دنیا کی سب سے مشہور اور سب سے زیادہ استعمال ہونے والی درجہ بندی اسکیم ہے۔ اسے امریکی ماہر کتب خانہ میلول ڈیوی (Melvil Dewey) نے 1876ء میں وضع کیا۔ ڈیوی اس وقت ایمہرسٹ کالج کے کتب خانے سے وابستہ تھا اور کتب خانوں میں کتابوں کی بے ترتیبی دیکھ کر اس نے ایک ایسی سادہ اسکیم بنانے کا ارادہ کیا جو چھوٹے سے چھوٹا کتب خانہ بھی بغیر کسی ماہر کی مدد کے استعمال کر سکے۔ اس کا پہلا ایڈیشن صرف 44 صفحات پر مشتمل تھا، لیکن اس میں مضمر سادگی اور عملیت نے اسے دیکھتے ہی دیکھتے دنیا بھر میں مقبول کر دیا۔ آج یہ اسکیم 135 سے زائد ممالک میں استعمال ہو رہی ہے اور درجنوں زبانوں میں اس کے تراجم موجود ہیں۔ اس نوٹ میں ڈی ڈی سی کی ساخت، علامات، جداول، اشاریہ، بھی رائج خوبیاں اور خامیاں تفصیل سے بیان کی جاتی ہیں تاکہ طالب علم اس اسکیم کا مکمل تعارف حاصل کر سکے جو پاکستان کے بیشتر کتب خانوں میں ہے۔

بنیادی ساخت: دس بڑے طبقات

ڈی ڈی سی میں تمام علم کو دس بڑے طبقات (Main Classes) میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر طبقے کو ایک سینکڑے کا نمبر دیا گیا ہے۔ یہ طبقات درج ذیل ہیں:

بڑا طبقہ	درجہ نمبر	بڑا طبقہ	درجہ نمبر
سائنس	500	کمپیوٹر سائنس، اطلاعات و عمومی کتب	000
ٹیکنالوجی	600	فلسفہ و نفسیات	100
فنونِ لطیفہ و تفریح	700	مذہب	200
ادب	800	سماجی علوم	300

تاریخ وجغرافیہ	900	زبان	400

ہر بڑے طبقے کو دوبارہ دس حصوں (Divisions) میں تقسیم کیا جاتا ہے، مثلاً 500 سائنس کے تحت 510 ریاضی، 520 فلکیات، 530 طبیعیات وغیرہ۔ پھر ہر حصے کو بھی دس ذیلی حصوں (Sections) میں بانٹا جاتا ہے، اور اس کے بعد اعشاریے کے ذریعے جتنی چاہیں باریک تقسیم کی جا سکتی ہے۔ اسی اعشاریائی توسیع کی صلاحیت کی وجہ سے اسے اعشاریائی درجہ بندی کہا جاتا ہے۔ اس ساخت کا فائدہ یہ ہے کہ نظام پورا کا پورا ایک منطقی درخت کی شکل میں سمجھ آتا ہے اور نیا سیکھنے والا بھی جلد اندازہ لگا لیتا ہے کہ کس موضوع کا نمبر کس خانے میں ہو گا۔

نظامِ علامات اور نمبر سازی

ڈی ڈی سی کا نظامِ علامات خالص (Pure Notation) ہے کیونکہ اس میں صرف اعداد 0 تا 9 استعمال ہوتے ہیں اور تین ہندسوں کے بعد اعشاریہ لگایا جاتا ہے۔ خالص علامات کے فائدے یہ ہیں کہ یہ بین الاقوامی ہیں، زبان کی قید سے آزاد ہیں، لکھنے اور ترتیب دینے میں آسان ہیں اور اعشاریے کی بدولت ان میں لامحدود توسیع کی گنجائش موجود ہے۔ نمبر سازی کے لیے ڈی ڈی سی میں معاون جداول (Auxiliary Tables) دیے گئے ہیں جن میں معیاری ذیلی تقسیمات کا جدول، جغرافیائی جدول، زمانوں اور ادب کے جداول وغیرہ شامل ہیں۔ درجہ بندی کرنے والا شیڈول کے بنیادی نمبر کے ساتھ ان جداول سے مناسب حصے جوڑ کر پیچیدہ موضوعات کے نمبر بنا سکتا ہے، مثلاً کسی ملک کی تاریخ، کسی زبان کی لغت یا کسی موضوع کی درسی کتاب کا نمبر اسی ترکیب سے بنتا ہے۔ اس کے علاوہ اسکیم کے آخر میں ایک مفصل نسبتی اشاریہ (Relative Index) دیا گیا ہے جو تمام موضوعات کو حروفِ تہجی کی ترتیب میں ان کے نمبروں کے ساتھ پیش کرتا ہے اور نمبر تلاش کرنے میں سب سے بڑا معاون ثابت ہوتا ہے۔

خوبیاں

ڈی ڈی سی کی سب سے بڑی خوبی اس کی سادگی ہے؛ خالص عددی علامات کی وجہ سے اسے دنیا کی ہر زبان بولنے والا سمجھ سکتا ہے۔ دوسری خوبی اس کی مسلسل تجدید ہے: ایڈیٹوریل دفتر مسلسل نئے ایڈیشن اور ویب ڈیوی کے ذریعے اسے جدید رکھتا ہے۔ تیسری خوبی اس کا تفصیلی نسبتی اشاریہ ہے جو دوسری اسکیموں میں کم ہی ملتا ہے۔ چوتھی خوبی یہ ہے کہ یہ چھوٹے عوامی کتب خانے سے لے کر درمیانے تعلیمی اداروں تک ہر جگہ یکساں مفید ہے اور اس پر دستیاب تربیتی مواد، تربیت یافتہ عملہ اور تیار شدہ کتابیاتی ریکارڈز (مثلاً CIP اور مارک ریکارڈز) ہر جگہ مل جاتے ہیں۔ پانچویں خوبی اس کی اعشاریائی گنجائش ہے جس سے نئے موضوعات کو بغیر ساخت بدلے شامل کیا جا سکتا ہے۔ یہی خوبیاں ہیں جن کی بنا پر یہ ڈیڑھ صدی گزرنے کے باوجود دنیا کی مقبول ترین اسکیم بنی ہوئی ہے اور کتب خانہ سائنس کے ہر نصاب میں اسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

خامیاں اور تنقید

خامیوں میں سب سے نمایاں امریکی اور مسیحی تعصب ہے: مذہب کے طبقے میں مسیحیت کو 220 تا 280 تک وسیع جگہ ملی ہے جبکہ اسلام کو صرف 297 کا نمبر دیا گیا ہے، اور تاریخ و ادب میں بھی امریکہ اور یورپ کو غیر متناسب اہمیت حاصل ہے۔ دوسری خامی یہ ہے کہ متعلقہ موضوعات بعض جگہ بکھر جاتے ہیں، مثلاً زبان اور ادب الگ الگ طبقات (400 اور 800) میں ہیں حالانکہ ان کا گہرا تعلق ہے۔ تیسری خامی یہ کہ بعض نئے علوم، خصوصاً کمپیوٹر سائنس اور سماجی علوم کی جدید شاخوں، کو مناسب جگہ دینے میں اسکیم کو بار بار بڑی تبدیلیاں کرنا پڑیں جس سے پرانے ذخائر کی دوبارہ درجہ بندی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ چوتھی خامی لمبے اور پیچیدہ نمبر ہیں جو بڑے تحقیقی ذخائر کے لیے ناکافی گہرائی رکھتے ہیں؛ اسی لیے بڑے جامعی کتب خانے ایل سی یا یو ڈی سی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس کے باوجود مجموعی طور پر فوائد خامیوں پر بھاری ہیں، خصوصاً چھوٹے اور درمیانے کتب خانوں کے لیے۔

ڈی ڈی سی کی اشاعت اور انتظام

ڈی ڈی سی کی اشاعت اور دیکھ بھال ایک باقاعدہ ادارہ جاتی نظام کے تحت ہوتی ہے۔ ابتدا میں یہ ڈیوی کی ذاتی سرپرستی میں رہی، پھر لیک پلاسڈ کلب اور بعد میں فارسٹ پریس کے ذریعے شائع ہوتی رہی، اور اب اس کے حقوق و انتظام او سی ایل سی (OCLC) کے پاس ہیں۔ نئے ایڈیشن عموماً تین حصوں میں ہوتے ہیں: طبقات کے شذرات، معاون جداول اور نسبتی اشاریہ۔ تئیسویں ایڈیشن کے بعد پرنٹ اشاعت کا سلسلہ بڑی حد تک ویب ڈیوی پر منتقل ہو گیا ہے جہاں ترامیم مسلسل شامل ہوتی ہیں اور صارفین کو نئی تجاویز بھیجنے کی سہولت بھی حاصل ہے۔ ادارہ جاتی مضبوطی ہی اس اسکیم کی طویل عمرانی کی اصل وجہ ہے: دنیا بھر کے ہزاروں کتب خانوں کا ایک ہی نظام پر چلنا ایک ایسا نیٹ ورک اثر پیدا کرتا ہے جس میں ہر نئی کتب کے لیے تیار نمبر ملنے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی نصابی اور عملی تربیت کا دارومدار اسی پر ہے، اس لیے اس کی اشاعتی تاریخ اور انتظامی ڈھانچے کی واقفیت طالب علم کے لیے مفید ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ ڈیوی اعشاریائی درجہ بندی سادگی، خالص عددی علامات، دس طبقات کی منطقی ساخت، معاون جداول اور نسبتی اشاریے کی بدولت دنیا کی کامیاب ترین اسکیم ثابت ہوئی ہے۔ اس کی خامیاں — امریکی تعصب، بعض موضوعات کا بکھراؤ اور تحقیقی گہرائی کی کمی — حقیقی ہیں لیکن مسلسل ایڈیشنوں اور مقامی توسیعات سے ان پر قابو پانے کی کوششیں جاری ہیں۔ پاکستان کے بیشتر عوامی، سکول اور کالج کتب خانے اسی اسکیم پر چلتے ہیں، اس لیے کتب خانہ پیشے سے وابستہ ہر شخص کے لیے ڈی ڈی سی پر عبور بنیادی ضرورت ہے۔

سوال نمبر5: چارلس ایمی کٹر کا توسیعی درجہ بندی نظام (10 نمبر)

چارلس ایمی کٹر کا توسیعی درجہ بندی نظام بیان کریں۔

تعارف

چارلس ایمی کٹر (Charles Ammi Cutter) انیسویں صدی کے نمایاں امریکی ماہرینِ کتب خانہ میں سے تھے جنہوں نے کیٹلاگ سازی کے اصولوں (Rules for a Dictionary Catalog) کے ساتھ ساتھ درجہ بندی کے میدان میں بھی اہم خدمات انجام دیں۔ ڈیوی کی اسکیم دیکھ کر کٹر نے محسوس کیا کہ اعشاریائی نظام چھوٹے کتب خانوں کے لیے تو مناسب ہے لیکن بڑے اور بڑھتے ہوئے ذخائر کے لیے اس میں وسعت اور لچک کی کمی ہے۔ اسی کمی کو پورا کرنے کے لیے اس نے 1891ء سے 1893ء کے درمیان اپنی توسیعی درجہ بندی (Expansive Classification—EC) پیش کی۔ اس اسکیم کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ ایک ہی وقت میں چھوٹے اور بڑے دونوں کتب خانوں کی ضرورت پوری کر سکتی تھی۔ اگرچہ یہ اسکیم ڈیوی جتنی مقبول نہ ہو سکی اور کٹر کی وفات کے بعد نامکمل رہ گئی، لیکن اس کے تصورات نے بعد کی اسکیموں، خصوصاً لائبریری آف کانگریس کی درجہ بندی، پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس جواب میں اس نظام کی ساخت، علامات اور خصوصیات بیان کی جاتی ہیں۔

سات توسیعات کا تصور

توسیعی درجہ بندی کی سب سے منفرد خصوصیت اس کی سات توسیعات (Seven Expansions) ہیں۔ کٹر کا خیال تھا کہ کتب خانے وقت کے ساتھ بڑھتے ہیں، اس لیے درجہ بندی بھی کتاب خانے کے سائز کے ساتھ بڑھنی چاہیے۔ اس نے ایک ہی اسکیم کو سات درجوں میں پیش کیا: پہلی توسیع انتہائی مختصر ہے جو چند ہزار کتابوں کے چھوٹے کتب خانے کے لیے ہے، اور ہر اگلی توسیع میں طبقات کی تقسیم باریک سے باریک تر ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ ساتویں توسیع میں موضوعات کی نہایت تفصیلی درجہ بندی ممکن ہو جاتی ہے۔ اس تدریجی نظام کا فائدہ یہ تھا کہ جب کتب خانہ بڑھے تو پوری درجہ بندی بدلنے کی ضرورت نہ پڑے؛ صرف اگلی توسیع اختیار کر کے موجودہ نمبروں کو وسعت دے دی جائے۔ یہ تصور اپنے زمانے سے بہت آگے کا تھا اور آج کے ماڈیولر نظاموں کی پیش رو سمجھا جاتا ہے۔ البتہ عملی طور پر یہی پیچیدگی اسکیم کی کمزوری بھی بنی کیونکہ سات سطحوں کی اشاعت اور تربیت مشکل ثابت ہوئی۔

نظام علامات اور طبقات کی ترتیب

کٹر نے ڈیوی کے خالص عددی نظام کے بجائے مخلوط علامات اختیار کیں: بڑے طبقات کے لیے انگریزی حروفِ تہجی استعمال کیے گئے اور ذیلی تقسیم کے لیے حروف اور اعداد کا امتزاج رکھا گیا۔ حرفی بنیاد کا فائدہ یہ ہوا کہ طبقات کی تعداد اور وسعت بڑھ گئی اور نمبر نسبتاً مختصر رہنے لگے۔ طبقات کی ترتیب میں کٹر نے ارتقائی اور فطری ترتیب کو ترجیح دی: عمومی کتب کے بعد فلسفہ، مذہب، سماجی علوم، زبان و ادب، سائنس، مفید فنون اور تاریخ وغیرہ اس نہج سے رکھے گئے کہ سادہ اور قدیم علوم سے پیچیدہ اور جدید علوم کی طرف بتدریج بڑھا جائے۔ اس کے ساتھ اس نے مقامی فہرستوں (Local Lists) کا تصور بھی دیا جس کے تحت ہر کتب خانہ اپنے ملک، شہر اور ادارے کی ضرورت کے مطابق جغرافیائی تقسیم خود بنا سکتا تھا۔ کٹر نمبر (Cutter Number) کا تصور، جس سے مصنف کے نام کو علامتی نمبر میں بدلا جاتا ہے، بھی اسی کی دین ہے اور آج بھی کتب نمبروں کی تشکیل میں دنیا بھر میں استعمال ہوتا ہے۔

خوبیاں اور خامیاں

اس اسکیم کی بڑی خوبیاں یہ ہیں: یہ لچک دار ہے اور چھوٹے سے بڑے کتب خانے تک سب کے لیے ایک ہی نظام فراہم کرتی ہے؛ مخلوط علامات کی وجہ سے اس کے نمبر مختصر اور وسعت پذیر ہیں؛ طبقات کی ترتیب سائنسی اور ارتقائی ہے؛ اور مقامی فہرستوں کی سہولت ہر ادارے کو اپنی ضروریات کے مطابق ڈھالنے کی آزادی دیتی ہے۔ خامیوں میں سب سے بڑی یہ ہے کہ یہ اسکیم کٹر کی 1903ء میں وفات کی وجہ سے نامکمل رہ گئی؛ کئی طبقات کی مکمل توسیعات کبھی شائع نہ ہو سکیں۔ دوسری خامی یہ کہ سات توسیعات کا نظام سیکھنے اور لاگو کرنے میں پیچیدہ تھا۔ تیسری یہ کہ ڈیوی کی اسکیم پہلے ہی بازار پر چھا چکی تھی اور ناشرین، کتابیاتی ادارے اور تربیت یافتہ عملہ اسی کے گرد جمع ہو چکے تھے، اس لیے کٹر کی اسکیم کو وہ ادارہ جاتی پشت پناہی نہ مل سکی جو کسی اسکیم کی زندگی کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ نتیجتاً یہ نظام زیادہ تر بوسٹن ایتھنیم جیسے چند اداروں تک محدود رہا۔

ایل سی اسکیم پر اثرات

توسیعی درجہ بندی کی تاریخی اہمیت اس کے براہِ راست استعمال سے زیادہ اس کے اثرات میں ہے۔ جب لائبریری آف کانگریس نے اپنی اسکیم بنانی شروع کی تو اس کے ماہرین نے کٹر کے نظام کا گہرا مطالعہ کیا: حرفی طبقات، مخلوط علامات اور طبقات کی عمومی ترتیب جیسی کئی خصوصیات ایل سی اسکیم میں جھلکتی ہیں۔ اسی طرح کٹر کے کیٹلاگ اصول اور مصنف نمبروں کا نظام آج بھی زندہ ہے۔ کٹر نے درجہ بندی کو محض کتابیں ترتیب دینے کا ذریعہ نہیں بلکہ قاری کی خدمت کا نظام سمجھا، اور اس کا یہ جملہ آج بھی کتب خانہ سائنس میں نقل کیا جاتا ہے کہ درجہ بندی کرنے والے کو ہمیشہ قاری کی سہولت کو عالم کی سہولت پر ترجیح دینی چاہیے۔ اس فلسفے نے بعد کے تمام نظاموں کو متاثر کیا، بشمول رنگاناتھن کے قاری مرکز قوانین کے۔

کٹر کے دیگر علمی کارنامے اور اسکیم کا انجام

کٹر کی شخصیت صرف توسیعی درجہ بندی تک محدود نہیں۔ اس کا لغتی کیٹلاگ کا نظام اور کٹر نمبر کا طریقہ آج بھی دنیا بھر میں رائج ہے: کتاب نمبر بنانے کے لیے مصنف کے نام کے ابتدائی حروف کو مقررہ جدول سے عددی و حرفی علامت میں بدلنے کا طریقہ اسی کی ایجاد ہے جو شیلف پر ایک ہی درجہ نمبر کی کتابوں کو مصنف وار ترتیب دیتا ہے۔ اسی طرح اس نے کتب خانے کی تنظیم، عوامی کتب خانوں کی تحریک اور پیشہ ورانہ صحافت میں بھی بیش بہا کردار ادا کیا۔ اس کی توسیعی اسکیم کا انجام اس کی وفات اور ادارہ جاتی حمایت کی کمی سے جڑا ہے: جب تک وہ زندہ رہا اسکیم کے حصے شائع ہوتے رہے، اس کے بعد کوئی ادارہ اسے آگے نہ بڑھا سکا۔ اس مثال سے یہ عالمگیر سبق ملتا ہے کہ کسی بھی درجہ بندی نظام کی بقا کے لیے مستقل ایڈیٹوریل نظام، اشاعت اور تربیت ناگزیر ہیں؛ محض تکنیکی برتری کافی نہیں ہوتی۔ اسی لیے ڈی ڈی سی جیسی اسکیمیں زندہ رہیں اور کٹر کی اعلیٰ اسکیم تعلیمی تاریخ کا حصہ بن کر رہ گئی۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ چارلس ایمی کٹر کا توسیعی درجہ بندی نظام سات تدریجی توسیعات، مخلوط حرفی و عددی علامات، ارتقائی ترتیب اور فہرستوں کی بدولت اپنے دور کا سب سے لچک دار نظام تھا۔ نامکمل اشاعت اور ڈیوی کی ادارہ جاتی برتری کی وجہ سے یہ عام مقبولیت حاصل نہ کر سکا، لیکن اس کے بنیادی تصورات لائبریری آف کانگریس اسکیم اور جدید درجہ بندی نظریے میں زندہ ہیں۔ کٹر کی خدمات کا مطالعہ طالب علم کو یہ سمجھاتا ہے کہ اسکیم کی کامیابی صرف اس کی تکنیکی خوبی پر نہیں بلکہ اس کی مسلسل تجدید، اشاعت اور ادارہ جاتی حمایت پر بھی منحصر ہوتی ہے۔

سوال نمبر 6: لائبریری آف کانگریس اور عالمی اعشاریائی درجہ بندی کا تقابلی جائزہ (15 نمبر)

لائبریری آف کانگریس اور عالمی اعشاریائی درجہ بندی کا تقابلی جائزہ پیش کریں۔

تعارف

بڑے تحقیقی کتب خانوں کے لیے دنیا میں دو اسکیمیں سب سے زیادہ زیرِ بحث رہتی ہیں: لائبریری آف کانگریس درجہ بندی (LCC—Library of Congress Classification) اور عالمی اعشاریائی درجہ بندی (UDC—Universal Decimal Classification)۔ دونوں کا مقصد بڑے اور پیچیدہ ذخائر کی مؤثر درجہ بندی ہے، لیکن ان کی فلسفیانہ بنیادیں، ساخت، علامات اور عملی مزاج ایک دوسرے سے کافی مختلف ہیں۔ ایل سی اسکیم انیسویں صدی کے آخر میں امریکہ کے قومی کتب خانے نے اپنے کروڑوں کے ذخیرے کے لیے وضع کی، جبکہ یوڈی سی بیلجیم میں عالمی کتابیات کے منصوبے سے پیدا ہوئی اور اس کی بنیاد ڈیوی پر ہے۔ اس تقابلی جائزے میں دونوں اسکیموں کی ابتدا، ساخت، نظام علامات، ترکیب سازی، تجدید کے نظام،

خوبیوں اور خامیوں کا موازنہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ طالب علم یہ فیصلہ کرنا سیکھے کہ کسی خاص قسم کے کتب خانے کے لیے کون سی اسکیم کیوں موزوں ہے۔ یہ موازنہ محض نظری نہیں؛ پاکستان کی جامعی اور تحقیقی لائبریریوں میں اسکیم کے انتخاب کا عملی سوال بھی اسی بحث سے جڑا ہے۔

ابتدا اور بنیاد کا فرق

ایل سی اسکیم کی بنیاد عملی ضرورت ہے: یہ کسی فلسفیانہ نظامِ علم پر نہیں بنائی گئی بلکہ لائبریری آف کانگریس کے موجودہ ذخیرے کو الماریوں پر رکھنے کی عملی ترتیب سے پروان چڑھی، اور اس کے ہر طبقے کو اسی شعبے کے ماہرین نے الگ الگ مرتب کیا۔ اس کے برعکس یو ڈی سی ایک طے شدہ بنیاد رکھتی ہے: یہ ڈیوی کی فلسفی ترتیب کو لے کر آگے بڑھتی ہے اور علم کی عالمی تنظیم کا دعویٰ کرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایل سی میں طبقات کی تقسیم ذخیرے کی مقدار (literary warrant) کے مطابق ہے — جس موضوع پر کتابیں زیادہ ہیں اسے زیادہ جگہ ملی ہے — جبکہ یو ڈی سی میں تقسیم موضوع کی منطقی ساخت کے مطابق ہے، کتابیں ہوں یا نہ ہوں جگہ پہلے سے مختص ملتی ہے۔ دونوں نقطۂ نظر کے اپنے فائدے ہیں: ایل سی عملی اور حقیقت پسند ہے، یو ڈی سی منظم اور باقاعدہ ہے۔

ساخت اور نظامِ علامات کا موازنہ

پہلو	لائبریری آف کانگریس (LCC)	عالمی اعشاریائی درجہ بندی (UDC)
بڑے طبقات	21 طبقات (حروف A تا Z، چند حروف غیر مستعمل)	10 طبقات (ڈیوی کی طرح 0 تا 9)
نظامِ علامات	مخلوط: حروف + اعداد	عددی + معاون علامات (نشانات)
ترکیب سازی	محدود؛ زیادہ تر تیار شماری نمبر	وسیع؛ علامات کے ذریعے آزاد ترکیب سازی
معاون جداول	ہر طبقے کے اپنے جداول	مرکزی معاون جداول اور خصوصی تجزیے
اشاریہ	ہر شیڈول کا اپنا اشاریہ؛ جامع اشاریہ نیا اضافہ	تفصیلی اشاریے دستیاب
تجدید	مثلثاتی / ماہانہ فہرستیں؛ مسلسل اضافے	ماسٹر رفرنس فائل کے ذریعے مرکزی تجدید
مناسب ذخیرہ	بڑے جامعی و قومی کتب خانے	سائنسی، فنی و خصوصی کتب خانے

اس جدول سے واضح ہوتا ہے کہ ایل سی کے درجہ نمبر نسبتاً مختصر اور پڑھنے میں آسان ہوتے ہیں، مثلاً ساجیات کے لیے HM یا اردو ادب جیسے موضوعات کے لیے حروف و اعداد کا سادہ امتزاج، جبکہ یوڈی سی کے نمبر ترکیب سازی کی وجہ سے لمبے اور علامات سے بھرے ہوسکتے ہیں، مثلاً دو موضوعات کے تعلق، جگہ اور زمانے کو ظاہر کرنے کے لیے کولن، قوسین اور دیگر نشانات استعمال ہوتے ہیں۔ یوڈی سی کا یہ تجزیاتی مزاج اسے دستاویزات اور مضامین کی باریک درجہ بندی میں منفرد بناتا ہے، جبکہ ایل سی کی شماری سادگی بڑے ذخائر کی تیز رفتار عملی درجہ بندی کے لیے موزوں ہے۔

خوبیوں کا موازنہ

ایل سی کی بڑی خوبیاں یہ ہیں: اس کے طبقات ماہرینِ مضمون نے بنائے ہیں اس لیے ہر شعبے کی تقسیم گہری اور مصدقہ ہے؛ بڑے ذخائر کے لیے اس میں بے پناہ گنجائش ہے؛ اس کے تیار ریکارڈز اور کیٹلاگ کارڈز دنیا بھر میں دستیاب ہونے سے نقل شدہ درجہ بندی (classification/copy cataloguing) آسان ہو جاتی ہے؛ اور حروف پر مبنی نمبر الماریوں پر پڑھنے میں سہولت دیتے ہیں۔ یوڈی سی کی خوبیاں یہ ہیں: یہ بین الاقوامی اور زبان سے آزاد نظام ہے؛ اس کی ترکیب سازی سے پیچیدہ اور مرکب موضوعات، مثلاً کسی ملک کی مخصوص صنعت پر مخصوص دور کی رپورٹ، کا ایک ہی نمبر بن سکتا ہے؛ یہ کتابوں کے علاوہ مضامین، پیٹنٹ، رپورٹوں اور غیر کتابی مواد کے لیے بھی یکساں مفید ہے؛ اور اس کی مرکزی تجدید کا نظام تمام صارفین کو ہم آہنگ رکھتا ہے۔ سائنسی و فنی اداروں میں یوڈی سی اور بڑی جامعاتی لائبریریوں میں ایل سی کا غلبہ انہی خوبیوں کا نتیجہ ہے۔

خامیوں کا موازنہ

ایل سی کی خامیاں یہ ہیں کہ یہ امریکی نقطۂ نظر کی عکاس ہے، اس میں اسلامی اور مشرقی موضوعات کو متناسب جگہ نہیں ملی؛ اس کا کوئی جامع مرکزی فلسفہ نہیں اس لیے مختلف طبقات میں ہم آہنگی کم ہے؛ اس کے شیڈول درجنوں جلدوں میں پھیلے ہیں اور مہنگے ہیں؛ اور چھوٹے کتب خانوں کے لیے یہ ضرورت سے زیادہ تفصیلی اور مشکل ہے۔ یوڈی سی کی خامیاں یہ ہیں کہ اس کے نمبر لمبے، پیچیدہ اور عام عملے کے لیے مشکل ہوتے ہیں؛ اس کی مکمل مہارت کے لیے خاص تربیت درکار ہے؛ ڈیوی سے ورثے میں ملی کمزوریاں، مثلاً مذاہب کی غیر متناسب تقسیم، اس میں بھی کسی حد تک موجود ہیں؛ اور اس کی اشاعت و تجدید کا عمل نسبتاً سست اور مہنگا رہا ہے۔ دونوں اسکیموں پر مشترک تنقید یہ ہے کہ دونوں مغربی علمی روایت کی ترجمان ہیں اور مسلم دنیا کے موضوعات کے لیے مقامی توسیعات ناگزیر ہوتی ہیں۔

انتخاب کے عملی معیار

کسی ادارے کے لیے ان دونوں میں سے انتخاب کرتے وقت عملی معیار یہ ہوتے ہیں: ذخیرے کا حجم اور موضوعاتی مزاج، دستیاب عملے کی تربیت، بجٹ اور بین الاقوامی ریکارڈز سے استفادے کی ضرورت۔ اگر ادارہ ایک بڑی جامعہ ہے جس کا ذخیرہ لاکھوں میں ہے اور وہ بین الاقوامی نیٹ ورک سے ریکارڈ لیتا ہے تو ایل سی اسے تیار شدہ نظام دیتا ہے، حالانکہ اس کے شیڈول کی قیمت اور تربیت کی لاگت زیادہ ہے۔ اگر ادارہ سائنسی تحقیقی مرکز ہے جہاں چھوٹے چھوٹے دستاویزات اور رپورٹیں بڑی تعداد میں آتی ہیں تو یوڈی سی کی تجزیاتی ترکیب اس کے لیے زیادہ کارگر ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی انتخاب حتمی نہیں ہوتا: کچھ ادارے مختلف شعبوں کے لیے دونوں کو متوازی استعمال کرتے ہیں۔ پاکستانی جامعات کی مرکزی لائبریریوں میں یہ دونوں نمونے ملتے ہیں، اس لیے پیشہ ور کے لیے ضروری ہے کہ وہ دونوں نظاموں کے بنیادی ڈھانچے سے واقف ہو تاکہ ملازمت کے کسی بھی ماحول میں خود کو ڈھال سکے۔ یہی واقفیت اس تقابلی جائزے کا اصل مقصد ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ ایل سی اور یوڈی سی دونوں بڑے ذخائر کی اعلیٰ درجہ بندی اسکیمیں ہیں لیکن ان کا مزاج الگ ہے: ایل سی شماری، عملی اور ذخیرہ مرکز ہے جبکہ یوڈی سی تجزیاتی، ترکیبی اور موضوع مرکز ہے۔ انتخاب کا اصول سادہ ہے: بڑا عمومی و جامعی کتب خانہ ہو اور تیار ریکارڈز کی سہولت درکار ہو تو ایل سی؛ سائنسی، فنی یا خصوصی تحقیقی ادارہ ہو جہاں دستاویزات کی باریک درجہ بندی مقصود ہو تو یوڈی سی۔ پاکستانی جامعات کی مرکزی لائبریریوں میں دونوں کے نمونے ملتے ہیں، اور ایک اچھا پیشہ ور دونوں نظاموں کی ساخت اور فلسفے سے واقف ہوتا ہے۔

سوال نمبر 7: پاکستانی کتب خانوں میں درجہ بندی کے مسائل (15 نمبر)

پاکستانی کتب خانوں میں درجہ بندی کے مسائل پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

تعارف

پاکستان میں کتب خانوں کا ایک وسیع جال موجود ہے: قومی اور صوبائی عوامی کتب خانے، جامعات و کالجوں کی لائبریریاں، سکول لائبریریاں، مدارس کے کتب خانے اور تحقیقی اداروں کے خصوصی ذخائر۔ ان سب کی بنیادی تکنیکی کارروائی درجہ بندی ہے، لیکن عملی طور پر یہ شعبہ ملک میں سب سے زیادہ نظر انداز شدہ ہے۔ بیشتر کتب خانوں میں درجہ بندی کا کام یا تو ہوتا ہی نہیں، یا تربیت یافتہ عملے کے بغیر نیم خواندہ ملازمین کے سپرد ہے، یا دہائیوں پرانے نمبروں پر اکتفا کر کے نئی کتب کو رسمی طور پر نمبر دے دیے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ قاری کو کتاب تلاش کرنے میں

شدید دشواری ہوتی ہے، ذخیرے کا بڑا حصہ عملاً ناقابلِ استعمال رہتا ہے اور کتب خانے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس نوٹ میں پاکستانی کتب خانوں میں درجہ بندی کے مسائل کو چند بڑے گروہوں میں تقسیم کر کے بیان کیا گیا ہے: اسکیم کے انتخاب اور مقامی موضوعات کا مسئلہ، اردو و اسلامی موضوعات کی توسیع کا مسئلہ، تربیت یافتہ عملے کی کمی، معیاری اوزاروں کی عدم دستیابی، اور ادارہ جاتی و مالی مسائل۔ آخر میں ان کے حل کی تجاویز بھی پیش کی جاتی ہیں۔

مقامی موضوعات اور اسکیموں کا تعصب

سب سے بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں رائج بڑی اسکیمیں — ڈی ڈی سی، ایل سی اور یو ڈی سی — تینوں مغربی ممالک میں بنی ہیں اور ان میں پاکستانی و اسلامی موضوعات کو متناسب جگہ نہیں ملی۔ ڈی ڈی سی میں اسلام کے لیے صرف 297 کا ایک نمبر ہے جبکہ مسیحیت کو پورے نوے نمبر ملے ہیں؛ اسلامی قانون، تصوف، سیرت اور فقہ جیسے بڑے موضوعات چند ذیلی نمبروں میں سمیٹے گئے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ، علاقائی زبانوں کے ادب (پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی)، مقامی جغرافیہ اور سماجی مسائل کے لیے بھی اسکیموں میں مناسب گنجائش نہیں۔ ہر بڑا کتب خانہ اپنی مقامی توسیع خود بناتا ہے، لیکن یہ توسیعات ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اس لیے ایک ہی موضوع کی کتاب مختلف لائبریریوں میں مختلف نمبروں پر ملتی ہے اور قومی سطح پر ہم آہنگی ختم ہو جاتی ہے۔ مقامی اسکیم بنانے کی کوششیں، جن میں ڈاکٹر سبز واری اور محمد اصغر کی اسکیمیں قابلِ ذکر ہیں، انفرادی کاوشیں رہیں اور انہیں قومی ادارہ جاتی پشت پناہی اور مسلسل تجدید نہ مل سکی، چنانچہ وہ بھی عام رواج نہ پا سکیں۔

تربیت یافتہ عملے کی کمی

دوسرا بڑا مسئلہ انسانی وسائل کا ہے۔ درجہ بندی ایک مہارت طلب کام ہے جس کے لیے مضمون کی واقفیت، اسکیم پر عبور اور تجزیاتی ذہن درکار ہوتا ہے، لیکن پاکستان کے بیشتر کتب خانوں میں درجہ بندی و کیٹلاگ سازی کے باقاعدہ عہدے ہی موجود نہیں۔ جامعات سے فارغ التحصیل طلبہ کی عملی تربیت کمزور ہوتی ہے؛ نصاب میں نظری پڑھائی زیادہ اور اصل ذخائر پر مشق کم ہوتی ہے۔ ملازمت کے بعد بھی تربیتِ جاری (refresher courses) کا کوئی نظام نہیں، حالانکہ ڈی ڈی سی کے ایڈیشن بدلتے رہتے ہیں اور ویب ڈیوی جیسے نئے اوزار آ چکے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ عملی کام میں غلطیاں عام ہیں: ایک ہی موضوع کی کتابوں کو الگ الگ نمبر، ایک ہی نمبر پر غیر متعلقہ کتب، اور مصنف نمبر کا غلط استعمال عام دیکھا جاتا ہے۔ بہت سے اسکول اور کالج کتب خانوں میں تو لائبریرین کی اسامی برسوں خالی رہتی ہے اور درجہ بندی کا کام کلرک یا چپراسی سے لیا جاتا ہے جس کا انجام سب کے سامنے ہے۔

اوزار، معیارات اور مالی مسائل

تیسرا مسئلہ اوزاروں اور معیارات کا ہے۔ ڈی ڈی سی اور ایل سی کے تازہ شیڈول مہنگے ہیں اور بیشتر کتب خانے پرانے ایڈیشن استعمال کرتے رہتے ہیں، جس سے ایک ہی ادارے میں مختلف ادوار کے نمبر مل جاتے ہیں۔ اردو موضوعی سرخیوں کی کوئی معیاری قومی فہرست موجود نہیں، اردو کیٹلاگ سازی اور درجہ بندی کے لیے تربیت یافتہ ایڈیٹرز کی نگرانی میں بننے والا کوئی قومی مرکز یا یونین کیٹلاگ فعال نہیں، اور نیشنل لائبریری آف پاکستان کے کتابیاتی خدمات محدود وسائل کی وجہ سے تمام اداروں تک نہیں پہنچ پاتیں۔ مالی طور پر کتب خانوں کے بجٹ کا بڑا حصہ تنخواہوں اور عمارتوں میں صرف ہو جاتا ہے؛ تکنیکی خدمات، یعنی درجہ بندی و کیٹلاگ سازی، کے لیے الگ فنڈز نہ ہونے کے برابر ہیں۔ کمپیوٹرائزیشن کی لہر میں بھی بیشتر اداروں نے صرف اجرا و واپسی (circulation) کو خودکار کیا؛ درجہ بندی کے معیاری ریکارڈز کی تیاری اور اشتراک (resource sharing) کا نظام نہ بن سکا، اس لیے ہر ادارہ آج بھی اپنے ذخیرے کی درجہ بندی الگ تھلگ اور دوہرے خرچ سے کر رہا ہے۔

حل اور تجاویز

ان مسائل کا حل ناممکن نہیں؛ ضرورت مربوط کوشش کی ہے۔ اول، قومی سطح پر ایک مستقل ادارہ یا کمیٹی بنائی جائے جو ڈی ڈی سی کی پاکستانی توسیع کے معیاری بنائے، اسلامی و پاکستانی موضوعات کے منظور شدہ جداول شائع کرے اور ان کی تجدید کرتی رہے۔ دوم، اردو موضوعی سرخیوں کی قومی فہرست اور اردو کتابوں کے لیے مرکزی درجہ بندی و کیٹلاگ سازی کی خدمت شروع کی جائے تاکہ چھوٹے کتب خانے تیار ریکارڈز حاصل کر سکیں۔ سوم، جامعات کے نصاب میں عملی مشق کا حصہ بڑھایا جائے اور ملازمت پیشہ افراد کے لیے باقاعدہ تربیتی کورسز اور سرٹیفکیشن متعارف ہوں۔ چہارم، یونین کیٹلاگ اور مشترکہ نیٹ ورک قائم کیے جائیں تاکہ ایک ادارے کا تیار کردہ درجہ نمبر دوسرے ادارے دوبارہ استعمال کر سکیں۔ پنجم، کتب خانوں کے بجٹ میں تکنیکی خدمات کو باقاعدہ لائن آئٹم بنایا جائے۔ اگر یہ اقدامات ہو جائیں تو موجودہ وسائل میں بھی پاکستانی کتب خانوں کی درجہ بندی کا معیار نمایاں طور پر بہتر ہو سکتا ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ پاکستانی کتب خانوں میں درجہ بندی کے مسائل تکنیکی سے زیادہ نظامی ہیں: مغربی اسکیموں میں مقامی موضوعات کی کمی، مقامی توسیعات میں عدم ہم آہنگی، تربیت یافتہ عملے کی قلت، تازہ اوزاروں کی عدم دستیابی اور ادارہ جاتی پشت پناہی کا فقدان۔ ان کا اثر براہ راست قاری کی خدمت پر پڑتا ہے۔ حل کی سمت واضح ہے: قومی معیارات، مرکزی کتابیاتی خدمات، بہتر

تربیت اور تعاون کا نیٹ ورک۔ جب تک یہ اقدامات نہیں ہوتے، ہمارے ذخائر تو بڑھتے رہیں گے مگر ان تک رسائی سست اور دشوار رہے گی، اور یہ صورت حال علم کی ترقی کے دعووں سے مطابقت نہیں رکھتی۔

سوال نمبر8: پورفائری کا شجرہ (10 نمبر)

پورفائری کے شجرات کیا ہے؟نوٹ لکھیں۔

تعارف

درجہ بندی کا نظریہ براہ راست قدیم یونانی فلسفے سے جڑا ہوا ہے، اور اس سلسلے کی سب سے مشہور مثال پورفائری (Porphyry) کا شجرہ (Tree of Porphyry) ہے۔ پورفائری تیسری صدی عیسوی کا نوافلاطونی فلسفی تھا جس نے ارسطو کے منطقی مباحث کی شرح لکھی؛ اس کی کتاب "ایساگوگے" (Isagoge) میں پیش کیا گیا تصویری نقشہ بعد میں شجرۂ پورفائری کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ شجرہ دراصل تقسیم کے اصول کو شکل دے کر سمجھانے کی پہلی باقاعدہ کوشش ہے: اس میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح ایک وسیع ترین جنس (genus) کو اس کی ممیز خصوصیات (differentia) کی بنیاد پر بتدریج ذیلی انواع (species) میں تقسیم کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ آخری ناقابلِ تقسیم فرد تک پہنچا جائے۔ جدید درجہ بندی اسکیموں کی درختی ساخت، جنس و نوع کا تصور اور تمیز کے اصول کی جڑیں اسی شجرے میں ملتی ہیں۔ اس نوٹ میں شجرے کی ساخت، اس کے مدارج، اس کی فلسفیانہ بنیاد اور کتب خانہ درجہ بندی کے لیے اس کی اہمیت بیان کی جاتی ہے۔

شجرے کی ساخت اور مدارج

شجرۂ پورفائری کی چوٹی پر "جوہر" (Substance) ہے جو سب سے وسیع جنس ہے۔ جوہر کو پہلے "جسم" اور "غیر جسم" میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ جسم کی صفت رکھنے والا جوہر اگلے درجے کی جنس بنتا ہے۔ پھر جسم کو "ذی حیات" (اور "بے جان" میں بانٹا جاتا ہے۔ جاندار جسم کو "حساس" (اور "غیر حساس") "نباتات" میں تقسیم کرتے ہیں۔ حیوان کو "عاقل" (اور "غیر عاقل" میں بانٹا جاتا ہے، اور عاقل حیوان ہی انسان ہے۔ اس کے نیچے پھر افراد آتے ہیں، مثلاً سقراط، افلاطون وغیرہ، جو مزید تقسیم نہیں ہو سکتے۔ اس ساری ترتیب کو الٹے درخت کی صورت میں دکھایا جاتا ہے: اوپر بڑی جنس، نیچے اس کی انواع، اور ہر تقسیم اس خصوصیت کی بنیاد پر ہوتی ہے جو ایک شاخ کو دوسری سے الگ کرتی ہے۔ اسی خصوصیت کو منطق کی اصطلاح میں "فصل" یا "ممیز" (Differentia) کہتے ہیں، مثلاً انسان کی تعریف "حیوانِ ناطق" (بولنے / عقل رکھنے والا حیوان) اسی نظام کی دین ہے۔

شجرے کے اصول

اس شجرے سے درجہ بندی کے تین اہم اصول نکلتے ہیں۔ پہلا اصول یہ ہے کہ تقسیم ہمیشہ عام سے خاص کی طرف ہوتی ہے: جنس پہلے، نوع بعد میں؛ یہی اصول آج کی اسکیموں میں بڑے طبقے سے ذیلی طبقے کی طرف بڑھنے کی صورت میں موجود ہے۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ ایک مرحلے پر تقسیم کی بنیاد صرف ایک خصوصیت ہونی چاہیے؛ پورفائری نے ہر موڑ پر صرف ایک ممیز استعمال کیا، جسم ہونا، جاندار ہونا، حساس ہونا، عاقل ہونا — یہی اصول بعد میں سیئرز کے قانونِ تمیز کی بنیاد بنا کہ ایک مرحلے پر دو خصوصیات ملا دی جائیں تو شاخیں آپس میں الجھ جاتی ہیں۔ تیسرا اصول یہ ہے کہ درمیانی انواع ایک ہی وقت میں اوپر والے کی نوع اور نیچے والے کی جنس ہوتی ہیں؛ یہ تصور جدید درجہ بندی میں درجہ بندی کی زنجیر (hierarchy) کی بنیاد ہے جہاں ہر طبقہ اپنے اوپر کے طبقے کا حصہ اور نیچے کے طبقات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ان اصولوں کی پابندی سے جو نظام بنتا ہے وہ مکمل، منطقی اور باہم غیر متداخل ہوتا ہے۔

کتب خانہ درجہ بندی کے لیے اہمیت

پورفائری کے شجرے کی اہمیت کتب خانہ سائنس کے لیے تاریخی بھی ہے اور عملی بھی۔ تاریخی طور پر علم کی تقسیم کے تمام مغربی نظام، فرفریوس وسطیٰ کے جامعی نصاب سے لے کر بیکن، ڈیوی اور رنگاناتھن تک، اسی جنس و نوع کی منطق کے وارث ہیں؛ ڈی ڈی سی کے دس طبقات اور ان کی ذیلی تقسیم بھی دراصل ایک عظیم شجرے کی شکل ہے جس کی چوٹی پر کل علم ہے۔ عملی طور پر یہ شجرہ طالب علم کو وہ منطقی تربیت دیتا ہے جس کے بغیر اچھی درجہ بندی ممکن نہیں: اسے سمجھنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ درجہ نمبر بنانا دراصل اسی سوال کا جواب ہے کہ یہ موضوع کس بڑی جنس کی کون سی نوع ہے اور اس کی ممیز خصوصیت کیا ہے۔ کولن درجہ بندی کی زنجیری کارروائی (Chain Procedure) اور موضوعی سرخیوں کی ترتیب میں بھی یہی شجراتی منطق کارفرما ہے۔ اس لیے نصاب میں پورفائری کا شجرہ محض تاریخ کے طور پر نہیں بلکہ درجہ بندی کی عملی مہارت کی فکری بنیاد کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔

نقد اور حدود

البتہ شجرۂ پورفائری کی حدود بھی واضح ہیں۔ یہ ایک ساکت (static) نظام ہے جو علم کو حتمی اور مکمل سمجھ کر تقسیم کرتا ہے، جبکہ جدید علم مسلسل بڑھتا اور شاخیں بدلتا ہے۔ اس میں ایک چیز ایک ہی جگہ آ سکتی ہے، جبکہ حقیقی موضوعات اکثر کثیر الجہتی ہوتے ہیں؛ مثلاً "پاکستان میں خواتین کی تعلیم" ایک ساتھ تعلیم، سماجیات اور علاقائی مطالعہ ہے، اور شجراتی منطق اسے ایک ہی شاخ میں رکھنے پر مجبور کرتی ہے۔ جدید تجزیاتی ترکیبی اسکیمیں، مثلاً کولن درجہ بندی کے پہلو (facets)، اسی کمی کو دور کرنے کے لیے وضع کی گئیں۔ اس کے باوجود شجرے کی بنیادی منطق — عام سے خاص، ایک مرحلے پر ایک خصوصیت، جنس و نوع کا تسلسل — آج بھی ہر درجہ بندی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

مثالی خاکے سے عملی مشق

شجرۂ پورفائری کو سمجھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ طالب علم خود ایک چھوٹا سا شجرہ بنائے۔ مثال کے طور پر "کتب خانے کا مواد" کو جنس مان کر اسے پہلے "کتابی" اور "غیر کتابی" میں، پھر کتابی مواد کو "حوالہ جاتی" اور "عام مطالعہ" میں تقسیم کیا جائے۔ ہر مرحلے پر صرف ایک خصوصیت استعمال کرنے سے صاف شاخیں بنیں گی۔ جیسے ہی ایک مرحلے پر دو خصوصیات — مثلاً موضوع اور سائز — اکٹھی استعمال کرنے کی کوشش ہو گی، شاخیں ابہام پیدا کریں گی اور بعض اشیا دو جگہ آنے لگیں گی؛ یہی عملی تجربہ سیئرز کے قانونِ تمیز کو ذہن نشین کر دیتا ہے۔ یہ مشق یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ شجرہ جتنا سادہ ہو گا اتنا ہی مستحکم ہو گا، اور جہاں موضوعات کثیر الجہتی ہونے لگیں وہاں شجراتی نظام کو پہلوی (faceted) تجزیے سے مدد لینی پڑتی ہے۔ یوں پورفائری کا شجرہ محض قدیم فلسفے کی یادگار نہیں رہتا، بلکہ درجہ بندی کنندہ کی روزمرہ تربیت کا پہلا زینہ بن جاتا ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ پورفائری کا شجرہ جوہر سے شروع ہو کر جسم، جاندار، حیوان اور انسان تک پہنچنے والی وہ منطقی تقسیم ہے جس نے درجہ بندی کے فن کو پہلی بار تصویری اور اصولی شکل دی۔ اس سے عام سے خاص کی حرکت، ایک مرحلے پر ایک ممیز خصوصیت، اور جنس و نوع کے تسلسل جیسے اصول برآمد ہوئے جو سیئرز کے قوانین سے لے کر ڈی ڈی سی اور کولن درجہ بندی تک سب کی بنیاد ہیں۔ اس کی حدود جدید علم کی کثیر الجہتی کے سامنے واضح ہیں، لیکن درجہ بندی کی فکری تربیت کے لیے اس کا مطالعہ آج بھی ناگزیر ہے۔